سُورَةٌ أَنزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ
اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ
"افک"
منافقین کے الزامات
www.Markazahlesunnat.com
عصمتِ عائشہ میں حکمتِ خداوندی
مناظر اہلسنت ماہر رضویات علامہ عبدالستار ہمدانی معروف برکاتی نوری
مرکز اہلسنت برکات رضا
شارع امام احمد رضا،
فوربندر (گجرات)

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

عصمتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
میں
حکمتِ خداوندی

مصنف

مناظر اہل سنت علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' برکاتی، نوری

ناشر

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پوربندر۔ گجرات

نام کتاب ------------ عصمت عائشہ میں حکمت خداوندی

مصنف -------------- مناظر اہل سنت، علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ''

کمپوزنگ ------------ ارشد علی جیلانی ''جانؔ'' جبل پوری

طباعت باہتمام -------- کتب خانہ فاروقیہ، مٹیا محل، دہلی

طباعت -------------- بھارت آفسیٹ پریس، دہلی

سن اشاعت ----------- باراول، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

تعداد اشاعت ---------- ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

ناشر --------------- مرکز اہل سنت برکات رضا۔ پوربندر (گجرات)

www.Markazahlesunnat.com

-: ملنے کے پتے :-

(۱) مرکز اہل سنت برکات رضا پوربندر گجرات

(۲) کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔ ۶

(۳) فاروقیہ بک ڈپو، ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی۔ ۶

(۴) دارالعلوم غوث اعظم، امام احمد رضا روڈ، پوربندر، (گجرات)

فہرست عنوانات

''عصمت عائشہ میں حکمت خداوندی''
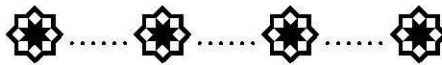
سبب تالیف

آج سے تقریبا ایک ماہ پہلے عالی جناب رفیق بھائی پوربندری کا بوٹسوانہ (افریقہ) سے فون آیا اور انہوں نے فون پر اثنائے گفتگو یہ بتایا کہ آج کل افریقہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے تعلق سے کچھ زیادہ ہی نازیبا کلمات کہے جا رہے ہیں، آپ کی پاکدامنی پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور آپ کی عصمت وعفت پر کلام کیا جاتا ہے۔ جب کہ اپنے ہندوستان میں بھی ایسی باتیں سنی جاتی رہیں اور بروقت اس کے کافی وشافی جوابات بھی علمائے اہل سنت کی جانب سے دئے جاتے رہے۔ مگر جب بات سرحد کو عبور کر جائے تو معاملہ کچھ زیادہ ہی سنگین ہو جاتا ہے۔

منافقین زمانہ تو ہر لمحہ نبی کونین ﷺ اور آپ سے منسوب شخصیات و اشیاء کی کچھ نہ کچھ تنقیص میں رہتے ہی ہیں۔ انہیں موقع ملنا چاہیئے اور پھر بس زبان کھل جاتی ہے، واقعات و حادثات کی حقیقت و اصلیت جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتے اور نہ لوگوں کو جاننے دیتے ہیں۔ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ کے تعلق سے کیا تھا؟ اس کی حقیقت کیا تھی؟ اگر کسی وہابی، تبلیغی سے پوچھا جائے تو شاید ہی جواب ملے، کیونکہ ان کو صرف گستاخی کی ہی حد تک معلومات ہیں، اور اسی کی وہ نشر واشاعت کرتے ہیں۔

اس ضمن میں آیات ربانی واحادیث نبوی واقوال بزرگاں بے شمار ہیں جو اپنے اندر انتہائی جامعیت رکھتے ہیں اور ہر ذی عقل اس کو سمجھ سکتا ہے۔

بہر حال ! اس تعلق سے جب **مناظر اہل سنت، ماہر رضویات، علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب** مدظلہ العالی کو اطلاع ملی تو آپ بڑے تشویش مند اور متفکر تھے، چند ہی لمحوں کے بعد مجھ حقیر سے فرمایا کہ اگر اس موضوع پر مختصر سا ایک کتابچہ لکھ دیا جائے تو کیسا رہے گا تاکہ سادہ لوح عام مسلمان اس کو پڑھ کر اپنے ایمان وعمل کی حفاظت کر سکیں حضرت کے اس جواب پر میں بہت خوش ہوا اور اسی وقت حضرت نے لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ کل ایک چار گھنٹہ میں پورا رسالہ بنام ''**عصمت عائشہ میں حکمت خداوندی**'' زیور تالیف سے آراستہ ہوگیا، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آپ اس کا مطالعہ فرمائیں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق جو گمراہ کن غلط فہمیاں گمراہ گروں نے آپ تک پہنچائی ہیں ان سے یکلخت کنارہ کش ہوکر انصاف و دیانت سے ایمان کی بات کیجئے۔

رسول پروردگار ذی شان عالی وقار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ، ہم سب مسلمانوں کی ماں کے تعلق سے اگر کوئی مسلمان تو درکنار غیر مسلم بھی ایسی باتیں کہہ کر نکل جائے اور ہم میں سے کسی کے سر پر جوتک نہ رینگیں تو یہ یقیناً ہماری ایمان کی کمزوری ہوگی۔ جس معزز خاتون کو نبی مختار نے اپنی شریک حیات بنایا

ہوان کے تعلق سے ایک بے ایمان اور بدتمیز گستاخ ہی ایسی باتیں کہہ سکتا، سن سکتا ہے، اہل ایمان اسے کبھی برداشت نہیں کرے گا۔

اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولی تعالی ہم سب کو ثابت قدم رکھے اور انبیاء اولیاء اہل بیت اطہار کی محبت میں روز افزوں اضافہ فرمائے۔ نیز حضرت موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ مرکز اہل سنت کو دن دونی رات چوگنی ترقیات سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

ارشد علی جیلانی ''جانؔ'' جبل پوری
خادم: مرکز اہل سنت برکات رضا
پور بندر (گجرات)

۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۱۷؍نومبر ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دور حاضر کے وہابیہ، تبلیغیہ اور دیگر فرق باطلہ کے لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے واقعہ کے تعلق سے سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور عوام الناس کو ورغلانے کیلئے یہ کہتے ہیں کہ اگر سرکار دو عالم ﷺ کو علم غیب تھا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے معاملہ میں اتنا سکوت کیوں فرمایا اور وحی کے منتظر کیوں تھے؟ اس طرح کی لایعنی باتوں سے عوام الناس کو حق سے منحرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بیچارے، کم علم لوگ ان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں اور نتیجۃً علم غیب مصطفیٰ کے انکار کرنے سے ایمان کی لازوال دولت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور آخرت کے دردناک عذاب کے مستحق بن جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مباحث کا آپ بغور مطالعہ فرمائیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ منافقین زمانہ اس واقعہ کے ضمن میں کیسی دھوکہ بازی سے کام لیتے ہیں اور گمراہی پھیلاتے ہیں۔

آقائے کائنات ﷺ کا علم غیب قرآن کی متعدد آیات اور احادیث کے بے شمار متون سے ثابت ہے۔اس پر ایمان رکھنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں جو عدل و انصاف اور جو اعتدال فرماتے اس کی نظیر دنیا کے کسی شخص میں نہیں ملتی۔یہاں تک کہ سفر میں جاتے وقت اگر کسی زوجہ محترمہ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ فرماتے تو عدل و انصاف کے تقاضے کے تحت قرعہ اندازی فرماتے اور جس زوجہ مطہرہ کے نام قرعہ نکلتا اسے سفر میں ہم رکابی کا شرف عطا فرماتے۔

۵ھ میں غزوۂ بنی المصطلق میں حضور اقدس ﷺ نے تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا۔اور ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا۔اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نام نکلا۔غزوۂ بنی المصطلق ۵ھ سے پہلے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔یعنی عورتوں کیلئے پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔قرآن مجید پارہ ۲۲ سورۂ احزاب میں آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔غزوۂ بنی المصطلق کا واقعہ غزوۂ خندق اور غزوۂ بنی قریظہ سے قبل کا ہے۔غزوۂ بنی المصطلق میں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ ان کی سواری کا بندوبست ایک اونٹنی پر محمل یعنی کجاوے میں کیا گیا۔اس کجاوے کو پردہ کیلئے اچھی طرح محجوب کیا گیا۔تاکہ کسی غیر محرم کی نظر ام المومنین پر نہ پڑے۔آپ کجاوے میں پردے کے کامل انتظام کے ساتھ بیٹھ جاتیں۔اور پھر

اس کجاوے کواونٹ کی پیٹھ پر رسیوں سے باندھ دیا جاتا۔ پڑاؤ اور منزل پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اس کجاوے کے اندر بیٹھی رہتی تھیں۔ اور کجاوے کو اونٹ کی پیٹھ سے اتارلیا جاتا تھا۔ اب پوراواقعہ جس کو ''**حدیث افک** '' کے نام سے شہرت ملی ہے۔ اس کو خود سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی مقدس زبان سے سنئے۔

اصل واقعہ کیا تھا؟

شیخین رحمۃ اللہ تعالی علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی، آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ غزوہ سے فارغ ہوکر روانہ ہوئے۔ اور مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے ایک مقام پر پڑاؤ کا حکم فرمایا میں اٹھی اور قضائے حاجت کیلئے لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے ذرا فاصلے پر باہر چلی گئی، فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹی تو اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا، تو مجھے پتہ چلا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے۔ وہ ہار جزع غفار کا بنا ہوا تھا۔ میں اسی جگہ پر واپس گئی تو ہار کو تلاش کرنے لگی۔ اور اس تلاش میں دیر لگ گئی۔ ادھر لشکر روانہ ہو رہا تھا جو لوگ میرا کجاوا (محمل) اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے وہ آئے اور یہ سمجھا کہ میں اس کجاوے (محمل) میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ محمل کو اٹھا کر اونٹ کی پیٹھ پر باندھ دیا۔ میں ایک کم وزن اور سبک جسم عورت تھی۔ لہذا ان کو یہ پتہ نہ چلا کہ محمل خالی ہے یا بھرا ہوا

ہے۔ میں جب ہار تلاش کر کے اقامت گاہ پر لوٹی تو لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ جہاں لشکر کا پڑاؤ تھا، وہاں پر اب کوئی بھی موجود نہ تھا جس جگہ پر میرا ڈیرہ تھا میں اس جگہ آکر بیٹھ گئی۔ میرا خیال یہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھ کو بلوالیں گے۔ میں اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔ بیٹھے بیٹھے آنکھیں بوجھل ہوئیں، نیند کا غلبہ ہوا اور میں سوگئی۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالی عنہ جو لشکر کے پیچھے ''**معقب کارواں**'' کی خدمت پر مامور تھے (معقب کاروں یعنی پہلے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی قافلہ یا لشکر کوچ کرتا تھا تو ایک شخص کارواں یا لشکر کے پیچھے رکھا جاتا تھا تا کہ کارواں سے کسی کی کوئی چیز گر جائے تو وہ شخص اٹھا لے اور پھر منزل پر پہنچ کر امیر کارواں کے سپرد کر دے، اور امیر کارواں تحقیق کر کے جس کی وہ چیز ہو اسے دیدے) حضرت صفوان بن معطل صبح کے وقت اس مقام پر پہونچے اور مجھ کو سوتا پایا۔ چونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے، تب انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا، اس لئے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ اور مجھ کو پہچان لینے پر فوراً استرجاع پڑھا۔ یعنی ''**انا للہ و انا الیہ راجعون**''. ان کے استرجاع پڑھنے سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم کو میں نے چادر میں اور زیادہ چھپالیا، حضرت صفوان نے استرجاع کے علاوہ کچھ بھی نہ کہا اور نہ میں نے کچھ سنا۔ انہوں نے اونٹنی سے اتر کر اونٹنی کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہوگئی۔ اور حضرت صفوان اونٹنی کو کھینچ کر چل دیئے۔ ہم نے چل کر لشکر کو سخت دھوپ اور گرمی کے وقت

ٹھہراؤ میں پا لیا۔ پھر ہلاک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس شخص نے سب سے بڑھ کر اس کی تشہیر اور اتہام طرازی کی وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔ حوالہ: **(الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوری**

از: امام علامہ جلال الدین سیوطی اردو ترجمہ، جلد ا۔ ص ۴۴۹ تا ۴۵۰)

بس اتنی سی بات تھی لیکن مدینہ طیبہ کے منافقین اور خصوصاً عبد اللہ بن اُبی بن سلول منافق نے اپنے خبث باطن اور دل میں چھپے ہوئے نفاق کا اظہار کرتے ہوئے ام المومنین محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عصمت اور پاک دامنی کے خلاف تہمت اور افترا پردازی کا طوفان کھڑا کر دیا۔ فتنے کا طوفان برپا ہو گیا۔ منافقین کے ساتھ کفار اور مشرکین بھی شامل ہو گئے، کچھ ضعیف الاعتقاد، سادہ لوح، بھولے بھالے مسلمان بھی ان کے بہکاوے میں آ گئے۔

جہاں دیکھو وہاں صرف ایک ہی بات، مبالغہ، غلو اور جھوٹ کی آمیزش کے ساتھ منافقین نے اس واقعہ کو اتنی اہمیت اور شہرت دی کہ خدا کی پناہ۔ ایک عظیم فتنہ کھڑا ہو گیا۔ حالانکہ اجلّہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے منافقین کے بہتان و افک کا دندان شکن جواب دیا اور بارگاہ رسالت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عصمت اور پاک دامنی کا اظہار کیا۔

امیر المؤمنین خلفیۃ المسلمین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ

رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے جسم اقدس پر جب کہ مکّھی تک نہیں بیٹھتی کیونکہ اس کے پاؤں نجاستوں سے آلودہ ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ آپ کے لئے کیسے گوارا کرے گا، اس بات کو جو اس سے کہیں زیادہ بدترین ہو اور اس سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا سایہ زمین پر نہیں گرتا، مبادا کہ وہ زمین ناپاک ہو۔ حق تعالیٰ جب کہ آپ کے سائے کی اتنی حفاظت فرماتا ہے تو آپ کی زوجہ محترمہ کی ناشائستگی سے کیوں نہ حفاظت فرمائے گا۔ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حق تعالیٰ نے اتنا گوارا نہیں فرمایا کہ آپ کے پائے اقدس کے نعلین مبارک میں نجاست کی آلودگی ہو اور وہ آپ کو اس کی خبر دیتا ہے کہ آپ نعلین کو پائے اقدس سے اتار دیں۔ تو اگر یہ واقعہ نفس الامر میں وقوع پذیر ہوتا تو یقیناً رب تبارک وتعالیٰ آپ کو اس کی خبر دیتا۔

(۱) **مدارج النبوۃ** از شیخ عبدالحق محدث دہلوی اردو، جلد ا۔ ص ۲۸۰۔

(۲) **الخصائص الکبری** ،امام جلال الدین سیوطی۔ اردو ترجمہ جلد ا۔ ص۔۴۵۳۔)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارۃً الزام کی تردید فرمائی

منافقین ومشرکین کی جانب سے حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عصمت اور پاک دامنی پر مسلسل الزامات واتہامات کا سلسلہ جاری رہا۔ بلکہ روز بروز اس میں اضافہ اور مبالغہ ہوتا رہا۔ ادھر صحابۂ کرام و جانثاران بارگاہ

رسالت منافقین کے اقوال والزامات کی تردید فرماتے رہے۔ یہ معاملہ ایک ماہ سے زیادہ طول پکڑ گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے بر بنائے مصلحت سکوت فرمایا اور منافقین کو کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت اور پاک دامنی سے آپ یقیناً باخبر تھے لیکن مصلحت ایزدی کی بنا پر آپ نے اپنی رفیق حیات کی برأت کا صراحۃً اعلان نہ فرمایا۔ البتہ اشارۃً اپنے جاں نثار صحابہ کے سامنے ان الفاظ میں ذکر فرمایا کہ **وَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِىْ إِلَّا خَيْرًا** یعنی خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ میری اہلیہ کا دامن اس تہمت سے پاک ہے۔

یہاں تک کہ اس فتنہ کے دوران آپ نے مسجد نبوی میں دوران خطبہ فرمایا کہ ''کون ہے جو میری مدد کرے، اور اس شخص سے انتقام لے جس نے بلا شبہ مجھے اور میری اہل کو ایذا پہنچائی'' (اس سے مراد عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا) پھر فرمایا کہ **''قسم ہے خدا کی! میں اپنی اہل سے پارسائی کے سوا کچھ نہیں جانتا''**

قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ اس واقعہ کا گہری نظر سے مطالعہ فرمائیں اور اس پر غور و فکر فرمائیں کیونکہ اس واقعہ کے ضمن میں جس طرح زمانۂ اقدس ﷺ کے منافقین نے فتنہ برپا کر رکھا تھا، اسی طرح دور حاضر کے منافقین فرقۂ وہابیہ، نجدیہ، تبلیغیہ وغیرہم نے بھی اس واقعہ کے ضمن میں بہت اودھم مچا رکھا ہے اور اس واقعہ کو حضور اقدس ﷺ کے علم غیب کی نفی میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور معاذ اللہ یہاں تک بکواس کرتے ہیں کہ اگر حضور اقدس ﷺ کو علم غیب ہوتا تو آپ علی الاعلان حضرت عائشہ کی برأت ظاہر کرتے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ لہذا ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔ دور حاضر کے منافقین کا یہی

شیوہ ہے کہ وہ توہین وتنقیص رسالت کرنے کیلئے قرآن کے معنی اور احادیث کے مفہوم میں ترمیم وتردد پیدا کر کے لوگوں کو بہکانے کی کوشش کرتے ہیں بقول:

ذکر روکے فضل کاٹے ، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

(از: امام احمد رضا، محدث بریلوی)

مذکورہ واقعہ تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اس واقعہ میں کیا کیا اسرار و رموز مخفی تھے؟ نیز حضور پاک ﷺ نے کس مصلحت کی بنا پر سکوت فرمایا؟ اور اس میں کیا حکمت تھی؟ وہ انشاء اللہ کتاب کے اختتام میں عرض کروں گا۔ پہلے اس واقعہ کو تفصیل سے ذکر کرتا ہوں۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لشکر کے قافلے سے بچھڑ گئیں اور قافلہ جب روانہ ہو گیا تب تک کسی کو پتہ ہی نہ چلا کہ حضرت عائشہ بچھڑ گئی ہیں۔ محمل اٹھانے والوں نے یہی سمجھ کر محمل (کجاوے) کو اونٹ پر رکھ دیا تھا کہ آپ اس کے اندر تشریف فرما ہیں۔ لیکن جب یہ لشکر مدینہ شریف کے قریب صلصل نامی مقام پر ٹھہرا اور اونٹ بٹھائے گئے، مگر محمل سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا باہر تشریف نہ لائیں، تب پتہ چلا کہ آپ پیچھے رہ گئیں ہیں، ان کے انتظار میں لشکر بمقام صلصل ٹھہرا رہا لشکر میں پانی اس انداز سے تھا کہ مدینہ شریف پہنچ جائے۔ لیکن ام المومنین کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے قافلہ کو مجبوراً ان کے انتظار میں رکنا پڑا اور لشکر میں جتنا پانی تھا، وہ صرف ہو گیا۔ نماز کا وقت آیا تو وضو کیلئے پانی نہیں تھا پینے

کیلئے بھی پانی کی تنگی تھی ۔ پانی کے بغیر وضواور وضو کے بغیر نماز پڑھنا ممکن نہیں تھا۔ لیکن چونکہ یہ قافلہ محبوبۂ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ و ازواجہ و بارک وسلم کے انتظار میں ٹھہرنے کی وجہ سے پانی کی قلت کی دقت و مصیبت میں مبتلا تھا۔ لہذا اللہ تبارک و تعالی نے اپنے محبوب کی حرم محترمہ کے صدقے اور طفیل ان لشکر والوں پر مہربان ہوکر، ان پر اور ان کے طفیل قیامت تک کے مسلمانون پر کرم فرما کر تیمّم کا حکم نازل فرمایا۔ جس کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت سید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ صدیقہ میں عرض کیا کہ **مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلِ أَبِي بَكْرٍ** اے اولاد ابو بکر ! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں'' مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو تمہاری بہت سی برکتیں پہونچی ہیں۔ (**مدارج النبوۃ**، اردو ترجمہ، جلد۲۔ ص ۲۷۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ واپس آئے، تو مشیت ایزدی سے ان ہی دنوں میں بیمار ہوگئی ۔ میں گھر ہی میں تھی ۔ ایک ماہ سے زیادہ میں بیمار رہی ۔ باہر میرے خلاف فتنہ پردازوں نے جو الزامات اٹھا رکھے تھے، اس کا مجھے کچھ پتہ نہ تھا ۔ ایک دن ام مسطح نام کی عورت نے الزام تراشیوں کی اتہام سازیوں کی ساری باتیں مجھ سے بیان کیں ۔ جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہوگئی ۔ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام علیک کے بعد مجھ سے فرمایا ''تم کیسی ہو؟'' میں نے اپنی کیفیت بتانے کے بعد عرض کیا کہ اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں چند دنوں کیلئے اپنے والدین کے گھر

چلی جاؤں۔حضور نے اجازت عطا فرمائی اور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر چلی گئی۔ میں نے اپنی والدہ سے تمام باتیں دریافت کیں۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر بھی میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے، تمام شب جاگتی ہی رہی، پلک تک نہ جھپکی۔ میں دن بھر مسلسل روتی رہی، میرے آنسو رو کے نہ رکتے تھے اور نیند نام کو بھی نہ تھی، مجھ کو اندیشہ ہوا کہ شدت گریہ کی وجہ سے شاید میرا جگر پھٹ جائے گا۔ حوالہ: (**الخصائص الکبری**، اردو، جلد ۱، ص ۴۵۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ مجھ کو ملنے میرے گھر تشریف لائے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! میرے حضور تمہارے بارے میں ایسی ایسی باتیں پہنچی ہیں، لہذا اگر تم بری اور پاک ہو، تو عنقریب اللہ تمہاری پاکی بیان فرمائے گا اور تمہاری برأت کی خبر نازل فرمائے گا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ میری آنکھوں میں ایک قطرہ تک بھی نظر نہ آتا تھا۔ یہ اس خوشی کی بنا پر تھا جو میں نے حضور اکرم ﷺ کے کلام مبارک سے بشارت پائی تھی۔

حوالہ: (۱) **مدارج النبوۃ**، اردو ترجمہ، جلد ۲۔ ص ۲۸۱

(۲) **خصائص کبری**، اردو ترجمہ، جلد ۱۔ ص ۴۵۲)

حضرت عائشہ کی برأت میں قرآنی آیات کا نزول

ام المومنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں امید

رکھتی تھی کہ اللہ تبارک وتعالی میری برأت فرمادے گا۔اور میری پاکی اور پاک دامنی کی خبر دے گا۔لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ میرے اس معاملہ میں وحی نازل فرمائے گا۔ کیونکہ میں اپنے آپ کواور اپنے معاملے کواس قابل نہیں سمجھتی تھی۔البتہ مجھ کوصرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی عفت اور عصمت پر گواہی مل جائے گی۔اللہ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ یکا یک حضور پر نزول وحی کے آثار نمودار ہوئے اور جوشدت ایسے موقع پر ہوتی تھی وہ شروع ہوئی۔حتی کہ آپ کی پیشانی مبارک پر موتیوں کے مانند پسینہ چمکنے لگا۔آپ پر خوب ٹھنڈی کے موسم میں بھی نزول وحی کی شدت سے پسینہ وغیرہ کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔اور یہ اس گرانی اور بوجھ کی وجہ سے ہوتا تھا، جو کلام مجید آپ پر اترتا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد جب حضور اقدس ﷺ نزول وحی کی کیفیت سے فارغ ہوئے،تو آپ کا یہ حال تھا کہ آپ تبسم فرمارہے تھے۔سب سے پہلی بات جوحضور نے فرمائی وہ یہ تھی کہ "اے **عائشہ صدیقہ! حق تعالی نے تمہیں بری قرار دے کر تمہیں پاک گردانا ہے۔اس تہمت سے تمہاری پاکی بیان کی ہے اور تمہاری شان میں قرآن بھیجا ہے۔"**

حوالہ : (۱) **مدارج النبوۃ** ، اردو ترجمہ،جلد۲۔ص۲۸۳

(۲) **خصائص کبری** ، اردو ترجمہ، جلد ۱۔ص۴۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت إِنَّ الَّذِيْنَ

جَآؤا بِالإفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ (پارہ ۱۸، سورۂ نور، آیت ۱۱) ترجمہ: ''بے شک وہ کہ یہ بہت بڑا بہتان لائے ہیں، تمہیں میں کی ایک جماعت'' (کنز الایمان) سے لے کر دس ۱۰ آیتوں تک وحی ہوئی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں دس آیات مذکورہ اور دیگر آٹھ ۸ آیات ملا کر کل ۱۸ اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔

سورۂ نور آیت ۴۔ پارہ اٹھارہ میں صاف حکم نازل ہوا کہ:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءِ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَ لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا۔

ترجمہ: ''اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں، پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو۔''

(کنز الایمان)

ام المومنین محبوبۂ محبوب رب العالمین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور افک کے سلسلہ میں قرآن مجید کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے۔ اس میں اعجاز و ایجاز اور احکامات و تنبیہات اس اسلوب سے بیان کئے گئے ہیں کہ معصیت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کئے گئے۔ تہمت طرازی اور سخن سازی کا منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا، جس سے اہل بیت رسول اور خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو انتہائی صدمہ، دکھ، اور تکلیف پہونچی تھی، اس کی وجہ سے انداز بیان میں شدت ہوئی ہے۔

الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ میں امام اجل حضرت علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے زمخشری کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ **''اصنام پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں، وہ بھی مقابلۃً اس سے کچھ کم ہی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک پاکباز زوجۂ رسول ﷺ کی طہارت و برأت کی حامل ہیں۔''**

وحی کے نزول کے بعد حضور اقدس ﷺ نے سورۂ نور کی دس ۱۰ آیتوں کی تلاوت فرمائی اور پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے یہاں سے نکل کر خوش و خرم مسجد نبوی میں تشریف لائے اور صحابہ کو جمع فرما کر خطبہ دیا اور اس کے بعد نازل شدہ آیتوں کی صحابۂ کرام کے سامنے تلاوت فرمائی۔ اور تہمت لگانے والوں کو طلب فرمایا۔ تہمت لگانے والے جب بارگاہ رسالت میں حاضر کئے گئے، تو سرکار نے ان پر **''حد قذف''** جاری فرمایا اور ہر ایک کو اسی ۸۰ اسی ۸۰ کوڑے لگوائے۔

(حوالہ: **مدارج النبوۃ**۔ اردو، جلد۲۔ ص۲۸۳)

یہاں تک کے مطالعہ سے واقعہ کی ابتدا سے انتہا تک کی واقفیت حاصل ہو چکی ہوگی۔ اب دور حاضر کے منافقین کے اعتراضات میں سے اہم اعتراض جو اس واقعہ کے ضمن میں حضور اقدس ﷺ کے علم غیب پر ہیں اس کا جواب دیں۔

منافقین زمانہ کے اعتراضات

دور حاضر کے منافقین یعنی وہابی، نجدی، دیوبندی، اور تبلیغی فرقۂ باطلہ کے

مبلغین ومقررین اپنے جہالت سے لبریز بیان اور تقریر جو دراصل تقریر نہیں بلکہ تفریق بین المسلمین ہوتی ہے۔ بڑے تپ وتپاک سے اودھم مچاتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی عصمت و پاک دامنی کے سلسلہ میں حضور نے ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ تک سکوت کیوں فرمایا؟ آپ نے فی الفوران کی برات کا اعلان کیوں نہ کردیا؟ بلکہ وحی کے منتظر رہے۔اور جب وحی آئی تب آپ نے برأت کا اعلان فرمایا۔اس سے پتہ چلا کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔اگر علم غیب ہوتا تو آپ فوراً برأت کا اعلان کردیتے۔(معاذ اللہ)

بس یہی ہے ان کے دعوی کی دلیل و برہان۔مشیت ایزدی اور حکمت الہیہ کے رموز کو سمجھنے سے یک لخت قاصر و عاجز ہونے کی وجہ سے ایسی بے ڈھنگی بات کہہ رہے ہیں۔حالانکہ اس واقعہ کے پردے میں اللہ تعالی کی کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں اور ان تمام حکمتوں سے اللہ نے اپنے محبوب اعظم ﷺ کو آگاہ فرمادیا تھا۔اسی وجہ سے آپ نے سکوت فرمایا تھا۔کچھ وجوہات ذیل میں عرض ہیں۔

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی طرف سے تہمت لگائی گئی تھی،منافق اس کو کہتے ہیں کہ جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو لیکن دل سے وہ مومن نہیں ہوتا۔زبان سے تو قسمیں کھا کھا کر حضور اقدس ﷺ کو اللہ کا رسول ہونے کا اقرار کرتے تھے لیکن پیٹھ کے پیچھے حضور کی شان میں نازیبا کلمات کہہ کر آپ کی گستاخی کرتے تھے اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔منافقین کی ان دوغلی باتوں کا

اللہ نے پردہ فاش فرماتے ہوئے قرآن مجید میں ایک مکمل سورۃ بنام ''منافقون'' نازل فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ "

(پارہ ۲۸۔ سورہ منافقون۔ آیت ۱)

ترجمہ: ''جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں'' (کنز الایمان)

ان منافقین کی ایک خصلت کا ذکر قرآن شریف میں اس طرح ہے کہ:

"إِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قَالُوْا آمَنَّا وَ إِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ" (پارہ ۱۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴)

ترجمہ: ''اور جب ایمان والوں سے ملیں، تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں، تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں۔'' (کنز الایمان شریف)

رسول کے ماننے میں اور ایمان کے اقرار میں منافقین دوغلی بولی بولتے ہیں اور ان کے اقرار و ایمان کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ

منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔ منافق کو صرف جھوٹا نہیں بلکہ ''ضرور جھوٹا'' کہا گیا ہے۔ یعنی ان کا جھوٹ اتنا عام ہے کہ ان سے صدق کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ منافقوں کی بے حیائی اور بے شرمی کا یہ حال تھا کہ ابھی انکار اور ابھی رجوع۔ بلکہ دن کے اجالے کو رات کی اندھیری کہہ دینے میں بھی ان کو کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے، آپ کی تکذیب کرتے تھے، آپ کے بین معجزات کو معاذ اللہ جادو اور سحر کہتے تھے۔ لہذا ان جھوٹوں کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا اعلان کرنا بے سود تھا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان فرماتے، تو منافقین ایک الزام یہ گڑھتے کہ دیکھو! اپنی بیوی کا دفاع کر رہے ہیں، زوجیت کی بناء پر طرفداری کر رہے ہیں، اپنی بیوی کے عیب پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کے درجہ میں اس معاملہ کا علم تھا

حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں یقیناً باخبر تھے۔ اسی لئے تو اپنے جانثار صحابۂ کرام کی مقدس جماعت کے سامنے حضرت عائشہ کے معاملے میں فرمایا **وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی أَھْلِیْ إِلَّا خَیْرًا** یعنی: ''خدا کی قسم! میں اپنی اہل سے پارسائی کے سوا کچھ نہیں جانتا'' اس جملے کو غور سے ملاحظہ فرمایئے۔ حضور نے اس جملے کو ''وَاللّٰہِ'' یعنی ''خدا کی قسم'' سے مؤکد

فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کو حضرت عائشہ کی عصمت کا صرف گمان نہیں تھا بلکہ یقین کامل تھا۔ اسی لئے تو اللہ کی قسم سے جملے کی ابتدا فرما کر اپنے یقین کامل کا اظہار فرمارہے ہیں۔ جب نبی اور رسول معصوم ہیں۔ ان سے گناہ کا صادر ہونا ممکن ہی نہیں ہے اور جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔ قرآن میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت کا اعلان ہے۔ تو نبی اور رسول کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور پھر جھوٹ پر اللہ کی قسم کھانا، اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔ ہر مومن کا یہ عقیدہ ہونا لازم ہے کہ رسول کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور کبھی بھی خدا کی جھوٹی قسم نہیں کھاتے۔ تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے سامنے خدا کی قسم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت فرمارہے ہیں، تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اس واقعہ کی حقیقت کا یقین کے درجہ میں علم تھا، بلکہ یہ بھی معلوم تھا کہ یہ تہمت لگانے والا اور فتنہ اٹھانے والا کون ہے؟ اسی لئے مسجد نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: "کون ہے جو میری مدد کرے؟ اور اس شخص سے انتقام لے جس نے بلاشبہ مجھے اور میری اہل کو ایذا پہنچائی" حضور اقدس ﷺ کے اس اعلان سے جوش الفت کے جذبے کے تحت طیش میں آکر منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول منافق جو قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا، اس سے انتقام لینے کیلئے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوگئے لیکن حضور نے انہیں باز رکھا۔ اور مصلحتاً خاموش کر دیا کیونکہ اگر حضور ان حضرات کو اجازت انتقام عطا

فرماتے اور وہ تہمت لگانے والے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو قتل کر دیتے، تو دیگر منافقین یہ واویلا مچاتے کہ حضور نے اپنی زوجہ کی طرفداری میں حقیقتِ واقعہ کو چھپانے کیلئے عبداللہ بن ابی کو ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا۔ اپنی زوجہ کی پاک دامنی کا کوئی ثبوت نہ تھا، لہذا قتل و غارت گری کی راہ اپنائی۔ اسی لئے حضور اقدس ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو خاموش کر دیا۔ تاکہ فتنہ کی آگ اور زیادہ نہ بھڑکے۔

دورِ حاضر کے منافقین صرف اسی بات کی رٹ لگاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی طرف سے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان نہ کرتے ہوئے سکوت کیوں اختیار کیا۔ اس کا جواب ضمناً تو اوپر بیان ہو چکا کہ اگر آپ برأت کا اعلان فرماتے تو منافقین ماننے والے نہ تھے بلکہ دیگر الزامات تراشتے۔ اس لئے حضور نے سکوت فرمایا۔ اور ایک اہم مصلحت یہ تھی کہ حضور برأت کا اعلان کریں وہ اتنا مؤثر نہ ہوگا جتنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اعلان برأت کا اثر ہوگا۔ اس کو ایک آسان مثال سے سمجھیں کہ ایک بادشاہ کی کوئی چیز گم ہوگئی، کچھ مخالف لوگوں نے چوری کا الزام بادشاہ کے وزیر اعلیٰ کے بیٹے پر لگایا۔ حالانکہ کہ وزیر اعلیٰ کا بیٹا بے قصور تھا۔ وزیر اعلیٰ کو اپنے بیٹے کے بے قصور ہونے کا یقین کے درجہ میں علم ہے۔ لیکن وقت کا تقاضا اور مصلحت حالات یہ ہے کہ وزیر خاموش ہی رہے۔ کیونکہ اگر وزیر اٹھ کر اپنے بیٹے کے بے قصور ہونے کا اعلان کرے گا تو الزام لگانے والے مخالفین کا گروہ یہی

کہے گا کہ اپنے بیٹے کی محبت اور طرفداری میں وزیر اعلیٰ اپنے عہدے اور منصب کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لہذا وزیر اعلیٰ سکوت اختیار کرے یہی بہتر و مناسب ہے، چاہے تہمت کی آندھی کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ صبر کرے اور خاموش رہ کر اس وقت کا انتظار کرے کہ حق بات واضح ہو کر سامنے آجائے۔ اچانک ایک دن بادشاہ سلامت کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ وزیر اعلی کے فرزند ارجمند پر چوری کا جو الزام لگایا گیا ہے اس میں وہ بری اور بے قصور ہے۔ وزیرزادہ دیانتدار اور نیک بخت ہے۔ ایسے نیک بخت پر چوری کا الزام لگانا، ظلم شدید اور گناہ عظیم ہے۔ ہم وزیرزادہ کو اس چوری کی تہمت سے باعزت بری کرنے کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ حکم نافذ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایسے نیک بخت اور دیانتدار پر غلط الزام لگاتے ہیں ان کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔ اس اعلان کے بعد الزام لگانے والوں کو بادشاہ کوڑے لگوائے اور کوڑے لگانے کا کام اپنے وزیر کے ہاتھ سے انجام دلوائے۔

اب قارئین کرام، سوچیں! وزیرزادہ کی عزت کس میں بڑھی؟ اگر وزیر اپنے بیٹے کی برأت کا اعلان کرتا ہے تو اس میں وہ عزت و شان حاصل نہ ہوتی جو عزت اور مرتبہ بادشاہ کے اعلان سے حاصل ہوا۔ ٹھیک اسی مثال کو حضرت سدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ میں ذہن نشیں کر کے سوچیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے برأت و عصمت کے اعلان میں منافقین کو طرفداری اور پاسداری کے

الزام کی گنجائش تھی۔لیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا اعلان قرآن مجید میں فرمادیا،تواب کسی کوسسکنے کی، کھسکنے کی ،بدکنے کی ،رینگنے کی گنجائش ہی نہ رہی۔

اگرحضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات کا اعلان فرماتے تو وہ حدیث کہلاتی اور یہ واقعہ حدیث کی کتابوں میں دیگر واقعات کی طرح شمار کیا جاتا۔حدیث کے متن (عبارت) کی نماز میں تلاوت نہیں ہوتی لیکن اللہ نے حضرت عائشہ کی برات کا قرآن مجید میں اعلان فرمایا۔اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی عظمت قیامت تک نماز میں تلاوت قرآن مجید کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہے۔عوام مسلمین میں دینی تعلیم ومعلومات حاصل کرنے کی رغبت اورشوق دن بدن کم ہوتا جارہا ہے۔بڑی مشکل سے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم لوگ اپنی اولاد کودے پاتے ہیں۔ایسے ماحول میں حدیث وفقہ کے علم کی طرف بہت کم افراد مائل ہیں۔اگر برأت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بذریعہ حدیث ہوتی تواتنی شہرت وعزت نہ ملتی جتنی کہ قرآن مجید سے برأت ہونے پر حاصل ہوئی۔

چھوٹا سا دیہات ہوگا، چاہے اس میں مسلمان کے دور چار ہی مکان ہوں لیکن وہاں کسی نہ کسی گھر میں قرآن مجید ضرور ہوگا۔لیکن وہاں کتب احادیث کا ہونا ناممکن ہے۔بلکہ اکثر شہروں میں جہاں دارالعلوم نہیں ہوتے وہاں بخاری شریف، مسلم شریف ودیگر کتب احادیث کا ہونا ناممکن ہے۔علاوہ ازیں دنیا کا کوئی بھی ایسا

گوشہ نہیں ہے جہاں کلام مجید کا نسخہ موجود نہ ہو۔ بر عکس اس کے کتب احادیث بہت
کم دستیاب ہیں۔تو اللہ تعالی نے قرآن مجید کے ذریعہ برأت حضرت عائشہ کا جو
اعلان فرمایا ہے، اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اپنے
محبوب اعظم ﷺ کی زوجہ محترمہ کی شان وشوکت کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے۔

اگر بجائے قرآن مجید احادیث سے حضرت عائشہ کی برأت وعصمت کا
اعلان ہوتا،تو منکرین عظمت کو تنقیص کیلئے ایک راہ یہ ملتی کہ وہ اپنی ذہنی اختراع سے
یہ کہہ دیتے کہ "**یہ حدیث ضعیف ہے**" جیسا کہ دور حاضر کے منافقین وہابی ،نجدی،
دیوبندی، تبلیغی لوگ عظمت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے جواز وثبوت کی احادیث سے عوام
کو بے التفات و بے اعتماد کرنے کیلئے بلا کسی ثبوتِ علم اسماء الرجال کہہ دیتے ہیں کہ
"**یہ حدیث ضعیف ہے**" لیکن قرآن مجید کی کسی بھی آیت کو ضعیف کہنے کی کسی میں
جرأت نہیں ۔اور اسی حکمت کے تحت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا
اعلان قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

عورت کے حقوق کی پاسداری

اسلام ایک ایسا کامل مذہب ہے کہ جس نے نوع انسان کو حیات جاودانی
بخشی ہے ۔حقوق الناس کی صحیح پہچان اور نشاندہی اسلام ہی نے عالم دنیا کو بتائی
ہے۔ اسلام نے دنیا کو معاشرت کا صحیح طریقہ وسلیقہ دکھایا ہے۔ ظالم کو ظلم سے روکنا

اور مظلوم کی حمایت کرنا اسلام کا طریق عمل ہے۔ خصوصاً عورتوں پر اسلام کا عظیم احسان ہے۔ ابتدائے اسلام کے دور میں عورت کو اتنا ذلیل سمجھا جاتا تھا کہ اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تھی، تو گویا اس کو سانپ سونگھ گیا ہو ایسا اس کا چہرہ ہو جاتا تھا اور سماج کے رواج کے مطابق لڑکی کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ میراث میں عورت کو کچھ بھی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ عورت کو صرف دل بہلانے کا کھلونا سمجھ کر اس سے دل لگی کی جاتی تھی۔ اور جب اس سے جی بھر جاتا، تو اسے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال پھینکتے تھے۔ عورت پر زنا اور دیگر عیوب کے الزام لگا کر اس کو رسوا اور ذلیل کر دینا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ کسی بھی باعصمت و پاک دامن خاتون کو ایک آن میں فاحشہ اور بدکردار کے القاب سے نوازنے میں کسی بھی قسم کی جھجک محسوس نہیں کی جاتی تھی، جس کے جی میں جو آیا، وہ منہ سے کہہ دیتا تھا لیکن محبوبۂ محبوب رب العالمین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ کا روئے زمین کی تمام عورتوں پر احسان ہے کہ آپ کے سبب سے قرآن مجید میں عورتوں کی عصمت کی پاسداری اور پاسبانی کی گئی۔ ان کی پاک دامنی کی عظمت کی حفاظت کی گئی اور بات بات میں عورتوں کی پاک دامنی پر تہمت کا کیچڑ اچھالنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے قرآن مجید پارہ ۱۸ سورۂ نور، آیت نمبر ۴ میں صاف اور صریح حکم فرمایا گیا کہ: ”اور جو لوگ پارسا عورتوں کو عیب لگائیں، پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں، تو انہیں اسی ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو۔“ (کنزالایمان)

اس آیت کے نزول سے عورتوں کی پارسائی پر چھوٹی چھوٹی باتوں میں فعل قبیح کی تہمت لگانے والوں کے منہ پر علی گڑھی تالے لگ گئے۔صرف منہ پہ تالا ہی نہ لگایا گیا بلکہ تالا کھولنے والوں کو اسی ۸۰ کوڑے لگانے کی سزا متعین کی گئی۔جس کو شرعی اصطلاح میں ''**حد قذف**'' کہا جاتا ہے۔صرف قذف پر ہی اکتفا نہ کیا گیا بلکہ تہمت لگانے والے کو دائمی طور پر ''**مردود الشہادۃ**'' قرار دیا گیا۔یعنی ہمیشہ کیلئے اس کی ہر گواہی متروک و غیر معتبر کر دی گئی۔ مذکورہ آیات کے علاوہ کئی آیات جھوٹی تہمت لگانے والوں کی مذمت میں سورۂ نور میں نازل ہوئی ہیں۔جن کا تفصیلی ذکر یہاں نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کر دیتا ہوں کہ ایسے تہمت بازوں کو سورۂ نور میں فاسق، جھوٹا، اس پر اللہ کی لعنت وغیرہ وعیدوں سے ڈرایا اور خبر دار کیا گیا ہے۔اور مردوں کو یہ باور کرایا گیا ہے کہ عورت بھی خدا کی ایک معزز مخلوق ہے۔اس کو حقیر اور ذلیل مت جانو، اس کو ہیچ سمجھ کر اس کے کردار پر کیچڑ اچھالنا ترک کر دو، اس کی عزت و آبرو کی نگہبانی کرو، اس کے دامن عصمت کو تہمت و الزام سے داغدار کرنے سے باز رہو۔ ورنہ اسی ۸۰ کوڑے، مردود الشہادۃ ، فاسق ، جھوٹے ، اور اللہ کی لعنت کے حقدار جیسی سزائیں بھگتنے کیلئے تیار رہو۔یہی اسلامی تہذیب ہے۔اس کے دائرے میں رہو اور یہ حکم قیامت تک جاری رہے گا۔

اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت حضور اقدس ﷺ اپنی طرف سے فوراً فرما دیتے اور وحی کا انتظار نہ فرماتے تو:۔

- کیا سورۂ نور کی دولت سے ہم سرفراز ہوتے؟
- کیا اس میں معاشرے کے نظام کی درستگی کے جو احکامات ہیں وہ ہمیں نصیب ہوتے؟
- عورتوں کی عزت و آبرو کی پاسداری اور پاسبانی کی تعلیم ہم کو حاصل ہوتی؟
- عورتوں کی عصمت اور پاکدامنی کی تاقیامت جو حفاظت کی گئی ہے وہ کیا حاصل ہوتی؟
- تہمت و الزام تراشی جیسے قبیح و مذموم طور و اطوار کے ترک کرنے کا حوصلہ ملتا؟
- کیا یہ اخلاقی محاسن دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچتے؟

ان تمام احکامات و وجوہات کی بنا پر عالم ما کان و ما یکون، علم غیب جاننے والے، ہر بات سے باخبر، پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف فرما کر سکوت فرمایا۔ اس حکمت عملی کو سمجھنے سے قاصر و عاجز، کور چشم و کور باطن دور حاضر کے منافقین نے سکوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط استدلال حاصل کر کے یہ واویلا مچا رکھا ہے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔

برأت عائشہ میں تاخیر کی حکمت

دور حاضر کے منافقین ایک شور یہ بھی مچاتے ہیں کہ برأت حضرت عائشہ

صدیقہ کے معاملے میں حضور نے عجلت کیوں نہ فرمائی۔ اور اتنی تاخیر کیوں کی؟ اب اسی سوال کو ہم دور حاضر کے منافقین کی جانب لوٹاتے ہیں کہ برأت حضرت عائشہ کے تعلق سے اللہ تعالی نے قرآنی آیات کے نزول میں تاخیر کیوں فرمائی؟ ہے کوئی آپ کے پاس اس کا جواب؟ لیکن بحمدہ تعالی اہل سنت و جماعت کے پاس اس کا شافی و وافی و کافی جواب ہے۔ نزول آیات قرآن کی تاخیر میں بھی کئی حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اگر کوئی معاملہ پیش آئے اور فوراً اس کا تدارک کر دیا جائے تو اس معاملہ کی اتنی اہمیت نہیں رہتی۔ فی الفور رفع دفع ہو جانے والا معاملہ صرف کچھ دنوں تک عوام الناس میں زیر بحث اور موضوع سخن رہتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگ اسے فراموش کر دیتے ہیں۔ اور اس کے اثرات تا دیر قائم نہیں رہتے اور نہ ہی اس واقعہ کی سنگینی کا احساس ہوتا ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ فی الفور حل شدہ معاملے میں لوگوں کے نظریات و تخیلات بھی کامل طور سے رونما نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگوں کے تفکرات اندر ہی اندر دب کر رہ جاتے ہیں۔ ان کو اظہار کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ایسی صورت میں لوگوں کے ذاتی رویئے کا پتہ نہیں لگتا کہ جناب عالی کس جانب ہیں؟ موافقین میں سے ہیں یا مخالفین کی گروہ میں شامل ہیں تا کہ تمیز ہو سکے کہ یہ اپنا ہے یا پرایا؟

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کا معاملہ کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ اللہ تعالی کے محبوب اعظم ﷺ کی زوجہ محترمہ کی عصمت کا معاملہ

تھا۔ اور در پردہ قیامت تک آنے والی تمام خواتین کی عزت وآبرو کا معاملہ تھا۔ تہمت کا تعلق کردار سے تھا، پاک دامنی سے تھا، ایک عورت کے لئے اپنی عصمت سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی۔ ایک عورت اپنی عصمت کے تحفظ کیلئے دنیا کا سارا عیش وآرام قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت مستعد ہوتی ہے۔ اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کا معاملہ حضور اقدس ﷺ فوراً رفع دفع فرما دیتے، تو اس سے معاملہ کی اہمیت اور سنگینی کا احساس نہ ہوتا۔ آئے دن ایسے اتہامات کا اعادہ اور سلسلہ جاری رہتا۔ صرف حضرت عائشہ صدیقہ ہی نہیں بلکہ اور بھی پاک دامن خواتین کے دامن عصمت جھوٹی تہمتوں سے داغدار ہوتے رہتے۔ اور اس کا دائمی طور پر کوئی تدارک نہ ہوتا۔ حضور اقدس ﷺ نے معاشرے سے اس قسم کے رذیل افعال کو نیست و نابود فرمانے میں جو کردار ادا فرمایا ہے، وہ پوری دنیا کے لئے ضرب المثل ہے۔ آپ یہ چاہتے تھے کہ الزام تراشی کی عادت قبیحہ کو اس طرح ختم کیا جائے اور ایسے اقدام کئے جائیں کہ کوئی بھی شخص کسی پاک دامن عورت کی عصمت پر تہمت لگانے سے پہلے اس کے انجام سے باخبر اور خوفزدہ ہو کر اس کے ارتکاب سے تھر تھر کانپے۔

آج تو میری زوجہ محترمہ کی عصمت کو نشانہ بنایا گیا ہے، کل کسی اور پاک دامن خاتون کی ردائے عصمت کو خنجر تہمت سے پاش پاش کیا جائے گا۔ لہذا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سبب بنا کر عصمت النسا کے تحفظ کے دائمی اور مستقل

اقدام اٹھائے جائیں۔ اسی لئے اس معاملہ کو اتنی زیادہ اہمیت دی گئی اور اہمیت دینے کیلئے ہی اس معاملہ کو اتنا طول دیا گیا۔طول دینے سے اہم امر یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ سماج کے سب لوگ اس سے واقف ہو جاتے ہیں اور سب لوگوں کی آراء و نظریات معلوم ہو جاتے ہیں تا کہ کل اٹھ کر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے اس معاملہ کی اطلاع ہی نہ ہوئی، ورنہ میں اپنی رائے اس طرح پیش کرتا۔تو جب سماج کے سب لوگ اس سے واقف ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد اس معاملے کا حل اور فیصلہ ہوتا ہے تو پھر کسی کو غیر مطمئن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اوران سب امور کے حصول کے لئے معاملے کو طول دینا ضروری ہوتا ہے تا کہ کوئی بھی شخص بعد میں اپنی لا علمی کا اظہار و بہانہ نہ کر سکے۔لہذا اسی غرض و حکمت کی بنا پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی جھوٹی تہمت کے معاملے کو ایک ماہ سے زیادہ مدت تک طول دیا گیا۔

کسی معاملے کو طول دینے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کون اپنا ہے اور کون پرایا۔اپنی وفاداری اور جانثاری کا دم بھرنے والے کا امتحان ہوتا ہے کہ عین وقت پر کون ثابت قدم رہتا ہے اور کس کے پائے استقلال میں تزلزل آ جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے آزمائش اور امتحان ہوتا ہے کہ کون مخلص ہے اور کون غیر مخلص؟ بہت سے لوگ کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ تذبذب کے شکار رہتے ہیں۔ان کے عزم وارادے، فیصلے اور رائے میں اپنا کوئی نظریہ کارگر نہیں ہوتا۔ بلکہ

وہ دوسروں پر منحصر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ماحول کے پیش نظر جہاں جھکاؤں ہوتا ہے اسی طرف جھکتے ہیں۔ ناقص الرائے اور ناقص العقل ہونے کی وجہ سے وہ لوگ دوسروں کے فعل وارتکاب کا اتباع کرتے ہیں۔ ذاتی طور پر کچھ فیصلہ کرنے سے وہ لوگ عاجز و قاصر رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں خود اعتمادی اور خود ارادیت Self Determination کا فقدان ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کے ارادوں اور فیصلوں کے محتاج اور مرہون منت ہوتے ہیں۔ اور یہ خصلت اور عادت مذموم و ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ اس میں خوف واندیشہ ہوتا ہے کہ آدمی حق و باطل کا فیصلہ کئے بغیر کسی کی دیکھا دیکھی میں غلط راہ اختیار کر کے گمراہ ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کا عام حالت میں پتہ نہیں لگتا بلکہ جب کبھی کوئی سنگین معاملہ ہوتا ہے، تب ان کی ذہنی بے مائیگی کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے لوگ ماحول سے متأثر ہو کر ہمیشہ چلتی گاڑی میں چڑھ جانے کی طامع ذہنیت رکھتے ہیں۔ بلکہ اپنے نفع اور لالچ کے حصول کی خو کی بناء پر اتنے خودغرض ہوتے ہیں کہ ان کو آنکھوں کی شرم بھی نہیں ہوتی، دوستی اور وفاداری کے تمام عہد و پیمان وہ لوگ فراموش کر جاتے ہیں۔ بتقاضۂ دوستی و محبت مصیبت کے وقت مدد کرنا وہ بھول جاتے ہیں، مدد کرنا تو درکنار، الٹے وہ مخالفت کرنے والوں کے زمرے میں اپنی جائے نشست اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے جھوٹے مدعیٔ دوستی اور سچے وفاداروں کا امتیاز مصیبت کے معاملے کے وقت ہی صحیح طور پر ہوتا ہے۔ عام حالات میں زبانی اقرار محبت و وفاداری تو سب کرتے ہیں لیکن جب موقع آتا ہے

تب عاشق صادق سایہ کی طرح ساتھ رہتا ہے اور دھو کے باز اڑ کر سامنے والے کنارے چلا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے ظاہری رویئے سے پتہ نہیں چلتا کہ جناب عالی کس فریق سے تعلق رکھتے ہیں؟ لیکن جب موقع آتا ہے تو ایسے لوگ اپنی محبت و عداوت کا اظہار کرنے میں ذرہ برابر کی بھی کاہلی نہیں کرتے۔ تب پتہ چلتا ہے کہ ان کو تو ہم کیا سمجھتے تھے اور یہ کیا نکلے۔ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی جھوٹی تہمت کے معاملے کو اتنی لمبی مدت تک طول دینے کے پس پردہ حکمت ایزدی یہی تھی کہ لوگوں کا امتحان اور آزمائش ہو جائے اور اس امتحان کے ذریعہ لوگوں کا امتیاز بھی ہو جائے۔ قارئین کو حیرت ہوگی کہ منافقین کی باتوں کے جال میں سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمان بھی پھنس گئے تھے اور ان کا شمار بھی اہل افک یعنی تہمت لگانے والوں میں ہوتا ہے۔ بڑا ہی سنگین معاملہ تھا۔ اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے امتحان و آزمائش کا وقت تھا۔ اللہ تبارک وتعالی اپنے بندوں کا ایسے موقع پر امتحان لیتا ہے۔ جب پہلے بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تھا، تب بھی اللہ تعالی نے لوگوں کا امتحان لیا تھا۔ جس کی تفصیل اس آیت میں ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۔ (پارہ ۲۔ سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے، ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا

کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

(کنزالایمان)

اللہ تبارک وتعالی اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور امتحان لیتا ہے اور جو امتحان میں ناکام ہوتے ہیں ان پر سزا وعتاب فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کے معاملے میں اچھوں اچھوں کا امتحان ہو گیا۔ جو سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمان منافقین کے دام فریب میں آکر اہل افک میں شامل ہو گئے تھے، ان کو حد قذف کی سزا یعنی کہ اسی ۸۰ کوڑے لگوائے گئے۔

اس واقعہ کی وجہ سے قرآن مجید میں آیت تیمّم نازل ہوئی جو قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے راحت اور آسائش ہے۔

ایک کہاوت ہے کہ ''**خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں بھی چھین لیتا ہے**''

زمانۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگا کر شہرت اور غلط پروپیگنڈوں کا بازار تو گرم کر دیا لیکن ان کی عقلوں پر بےوقوفی کے پردے پڑ گئے تھے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جس شخص کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام جوڑ رہے تھے، وہ شخص یعنی حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ سے ایسی حرکت کے صدور کا امکان ہی نہ تھا۔ کیونکہ حضرت صفوان ''نامرد'' تھے۔ امام قسطلانی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ ''یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نامرد تھے۔ اور ان کا آلۂ تناسل ناکارہ تھا۔ خود حضرت صفوان بن معطل

رضی اللہ عنہ نے اپنی نامردگی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے کسی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا۔ مطلب یہ کہ میں نے کسی بھی عورت کے ساتھ جماع نہیں کیا۔

(حوالہ: **مدارج النبوۃ**، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اردو ترجمہ، جلد۲۔ ص۲۸۴)

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ زمانہ اقدس کے منافقین نے جو تہمت لگائی تھی اس میں کتنا دم تھا، زمانہ اقدس کے منافقین کی اتباع میں دور حاضر کے منافقین بھی ایسی بے وقوفی سے لبریز باتیں کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی طرف سے نہ ظاہر کی بلکہ وحی آنے کے بعد اعلان برأت کیا۔ ان عقل کے اعمیٰ کو کیا نہیں معلوم کہ حضور اقدس جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالی کے بتانے پر، وحی والہام ہونے پر ہی آپ کلام فرماتے تھے۔ کبھی آپ کی زبان اقدس سے نکلا ہوا کلام بصورت قرآن ہوتا تھا اور کبھی بصورت حدیث۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے کہ

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى

(پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۳)

ترجمہ ”اور کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر جو وحی ان کو کی جاتی ہے“ (کنزالایمان)

19
9

دور حاضر کے منافقین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی جھوٹی تہمت کے واقعہ کو آڑ بنا کر حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی نفی کی راہ نکالنے کی مضحکہ خیز باتیں کر کے خود مضحکہ خیز بنتے ہیں۔ عداوت و بغض نبی میں اپنے ذہنی اختراع کی بے تکی اور بے جا باتیں اپنی ناپاک زبان سے کہہ کر اپنی بے راہ روی کا ثبوت دیتے ہیں۔ حالانکہ حضور اقدس ﷺ کے علم غیب کے اثبات میں آیات قرآن، دفاتر احادیث اور اقوال ائمۂ دین اتنی کثیر و وافر تعداد میں شاہد و عادل ہیں کہ کئی ضخیم کتب مرتب ہو سکتی ہیں۔

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا محقق بریلوی اس پورے واقعے کی عکاسی اپنے اس شعر میں یوں کرتے ہیں۔

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

یعنی امام اہل سنت ام المومنین حضرت عائشہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں کہ وہ ایسی پاک دامن اور عصمت و عفت مآب تھیں کہ ان محاسن کی وجہ سے ان کی صورت نورانی تھی ''ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام'' اور یہ حقیقت ہے کہ پاک دامن اور نیک کردار کے چہرے پر ہی نور ہوتا ہے۔ بد عقیدہ اور بد عمل کے چہرے پر نور نہیں ہوتا بلکہ سیاہی اور کالک ہوتی ہے۔ ان کا چہرہ دیکھنے میں بھی مکروہ محسوس ہوتا ہے۔

اللہ تعالی اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہر سنی مسلمان کو انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی سچی عظمت ومحبت عطا فرمائے اور انبیائے کرام کی مقدس ازواج کی تعظیم وتکریم کا جذبہ عطا فرمائے۔ اور ان کی جناب میں نازیبا وناشائستہ الفاظ بولنے سے محفوظ و مامون رکھے۔

آمین ۔ یا رب العالمین ۔

و صلی الله تعالی علی خیر خلقه و نور عرشه سیدنا و مولانا محمد و آله و أزواجه و أصحابه و أهل بیته أجمعین ۔ آمین ۔

فقہ اسلامی حنفی کا عظیم انسائکلوپیڈیا، مجموعہ علوم کثیرہ
آسمان فقہ کا چمکتا دمکتا ماہ شب تاب، تشنگان علوم وفنون کیلئے شرابِ سیراب

العطایا النبویۃ

فی

الفتاوی الرضویہ

مترجم
۲۴ / جلدیں مع حیات اعلیٰ حضرت ۲ جلدیں
(کل ۲۶ / جلدیں)
عمدہ سفید کاغذ، آفسیٹ کی بہترین چھپائی دلکش ودیدہ زیب ٹائٹل
ساتھ میں ایک خوبصورت الماری مع ضروری اشیائے مطالعہ
قیمت -/8000